﴿۳۷﴾

سنن بیہقی اور اس کا اسلوب تدوین

عبدالحمید خان عباسی

امام بیہقی کا مختصر تعارف

السنن الکبریٰ کے مؤلف امام بیہقی أحمد بن حسین بن علی موسیٰ، کنیت أبوبکر اور لقب شیخ خراسان ہے۔ یہ خراسان کے مشہور شہر نیشاپور کے مضافاتی قصبہ بیہق میں ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۵۸ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انہیں بیہق ہی میں سپرد خاک کیا گیا(۱)۔

امام بیہقی کے اوصاف و کمالات کا اعتراف کرتے ہوئے ارباب سیر او تذکرہ نگاروں نے کہا کہ وہ علم کا پہاڑ، اپنے دور کے عدیم المثال، یکتائے روزگار، میدان علم کے شاہ سوار، حاذق الفن محدث اور علوم اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔(۲)۔ اس حقیقت کا سب سے بڑا ثبوت آپ کی یہ تصانیف ہیں: الآ داب، اثبات الرؤية، اثبات عذاب القبر، أحكام القرآن، الأ ربعين الكبرى، الأربعين الصغرى، الأ سماء والصفات، الا عتقاد، الايمان، البعث والنشور، بيان خطأ من اخطا على الشافعي، خريج أحاديث الأم للشافعي، الترغيب والترهيب، الجامع فى الخاتم، الجامع المصنف فى شعب الايمان، الخلافيات بين الشافعي وأبى حنيفة، حياة الانبياء فى قبرهم، الدعوات الصغير، الدعوات الكبير، دلائل النبوة، ردالانتقاد على لفظ الامام الشافعى، الذهد الكبير، رسالة فى حديث الجويبارى، السنن الكبرى (زير بحث)، السنن الصغرى ، فضائل الأوقات، القدر، فضائل الصحابة رضى الله عنهم، القرأة خلف الامام، المبسوط فى نصوص الشافعي، المدخل الى كتاب السنن، معرفة السنن و الآثار، مناقب أحمد بن حنبل، منا قبا الامام الشافعي وغیرہ(۳)۔

السنن الکبری کا تعارف

امام بیہقی کی ''السنن الکبری'' حدیث کی بہت مفید اور اہم کتاب ہے۔ صحاح ستہ کی طرح اسے بھی علماء کرام نے ہر دور میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اسے کتب حدیث کے طبقات میں سے تیسرے طبقہ کی کتب میں شامل کیا ہے (۴)۔ علامہ سبکی لکھتے ہیں کہ علم حدیث میں تہذیب و ترتیب اور عمدگی کے اعتبار سے اس جیسی اور کوئی کتاب نہیں لکھی گئی (۵)۔

اس کی اہمیت کی بنیاد پر بعض علماء فن کہتے ہیں کہ ''اسانید، علل، اسماء الرجال اور صحاح کے متون کے علاوہ جن متون کا علم و سماع ایک محدث اور طالب فن کے لیے ضروری ہے، ان میں کتاب السنن الکبریٰ کا متن بھی ہے۔ اس کو مصنف کی زندگی ہی میں پوری شہرت و مقبولیت مل گئی تھی'' ۔(۶)۔

امام بیہقی کے استاد امام محمد عبداللہ بن یوسف جوینی نے اچھی خاصی رقم سے السنن الکبری کا نسخہ حاصل کر کے بڑے شوق سے اسے ملاحظہ فرمایا تو انہیں تعجب ہوا اور اپنی مسرت و اطمینان کا اظہار کیا۔ اس کوشش پر ان کا شکریہ بھی ادا کیا (۷)۔

السنن الکبری کا موضوع ہے سنن و احکام سے متعلقہ احادیث کو جمع کرنا، فقہی لحاظ سے ابواب کو ترتیب دینا اور ساتھ ساتھ احادیث کا درجہ بیان کرنا کہ آیا وہ صحیح ہیں یا ضعیف۔ یہ کتاب امام بیہقی کی ان اہم کتب میں سے ہے جو ان کی علمی مہارت اور علماء کے ہاں ان کے علمی مقام و مرتبے کو ظاہر کرتی ہیں (۸)۔

سنن کبری کا اسلوب ترتیب و تدوین

امام بیہقی نے اپنی ''السنن الکبری'' کی ترتیب و تدوین میں جو اسلوب اختیار کیا اس کے چند ایک پہلو ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں:

۱۔ امام بیہقی نے اسے دیگر سنن کی طرح فقہی کتب و ابواب کے اسلوب پر مرتب کیا ہے۔ پہلے وہ ایک کتاب قائم کرتے ہیں، پھر اس کے تحت متعدد ابواب باندھتے ہیں، اور ہر ایک باب میں اس کے (عنوان) سے متعلقہ احادیث روایت کرتے ہیں۔ پوری سنن میں اس طرح کا اسلوب ہے۔

۲۔ امام بیہقیؒ نے اس میں متعدد ایسی احادیث کو شامل کر دیا ہے جو حدیث کی دیگر معروف کتب میں موجود نہیں ہیں (۹)۔

۳۔ وہ اس میں بہت ساری ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو اگر چہ دوسرے مصادر حدیث میں موجود ہوتی ہیں مگر وہ اپنی سنن میں انہیں بعض ضروری اضافوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، مثلاً:

- کثرت اسانید، اس سے حدیث کو قوت مل جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر وہ کسی اور کتاب میں ضعیف سند کے ساتھ مذکور ہے تو اس میں وہ قوی سند کے ساتھ ہوتی ہے، یا دوسری کتاب میں وہ ایک سند سے مذکور ہوتی ہے جبکہ اس میں وہی حدیث کسی دوسری سند کے ساتھ ہوتی ہے۔
- کبھی ایک حدیث کسی اور کتاب میں مدلس سند کے ساتھ ہوتی ہے جس میں سماع کی تصریح نہیں ہوتی جبکہ سنن بیہقی میں سماع کی تصریح کے ساتھ ہوتی ہے اور تدلیس ختم ہو جاتی ہے۔
- کبھی ایک حدیث دوسری کتاب میں مرسل، یا منقطع، یا موقوف، یا مقطوع ہوتی ہے جبکہ سنن بیہقی میں وہی حدیث متصل و مرفوع ہوتی ہے۔

ان فوائد کے علاوہ کثرت اسانید سے اور فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں جیسے، مبہم راوی کے نام کو ظاہر کرنا، راوی کی نسبت کا تعین کرنا، راوی کے اضطراب اور اس کے شک کو بیان کرنا، سند میں ایک راوی کی نسبت کا تعین کرنا اور اس راوی کے نام کی تصریح کرنا جس نے ایک حدیث کو ایک صحابی سے دو بار سنا ہو ایک بار مرفوعاً سنا ہو، اور دوسری بار موقوفاً اور اسی طرح تابعی سے بھی دو مرتبہ سنا ہو ایک مرتبہ موصولاً (متصلاً) سنا ہو اور دوسری مرتبہ مرسلا (۱۰)۔

۴۔ اسی طرح سنن بیہقی کی احادیث کے متون میں بھی فوائد پائے جاتے ہیں وہ اس طرح کہ ایک حدیث دیگر کتب میں مختصر، یا مجمل، یا عام، یا مطلق طور پر مذکور ہوتی ہے جبکہ سنن بیہقی میں وہی حدیث طویل یا مفسر یا خاص یا مقید ہوتی ہے۔ (۱۱)۔

۵۔ امام بیہقی اپنی سنن میں صحابہ کرامؓ، تابعین رضی اللہ عنہم اور دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ کے بہت سے ایسے آثار بیان کرتے ہیں جو دوسرے مصادر حدیث میں نہیں ہوتے (۱۲)۔

۶۔ وہ اس میں ائمہ کرام کے بہت سارے ایسے اقوال بیان کرتے ہیں جن کا تعلق احادیث اوران کے رواۃ کی تصحیح یا ترجیح یا تضعیف سے ہوتا ہے۔اس طرح کے اقوال ان کی دیگر کتب میں نہیں پائے جاتے (۱۳)۔

۷۔ امام بیہقی کا ایک اسلوب یہ ہے کہ اگر وہ کسی ایسی حدیث کی اپنی سنن میں بیان کرتے ہیں جس کی تخریج صحیحین یا دونوں میں سے کسی ایک میں ہوئی ہوتو وہ اس کی تصریح کر دیتے ہیں۔ان کے اس اہتمام سے ایسا لگتا ہے کہ السنن الکبری گویا ''المستخرج علی الصحیحین'' ہے اور مستخرجات کے کئی فوائد ہوتے ہیں (۱۴)۔

۸۔ تراجم ابواب میں امام بیہقی کا اسلوب یہ ہے کہ وہ ان میں متعدد فقہی مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔پھر ان کی تائید میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث رسول ﷺ بیان کرتے ہیں۔اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دیگر علماء کو پتہ چل جائے کہ آیات اور احادیث سے دقیق نوعیت کے فقہی مسائل کس طرح اخذ کیے جاتے ہیں اوراس کے ساتھ ساتھ انہیں اس بات کا بھی علم ہو جائے کہ ان آیات اوراحادیث کی دقیق تاویلات کیسے کی جاتی ہیں؟ یہ ایسے امور ہیں جن کو آسانی سے نہیں سمجھا جاسکتا۔ یہ امام بیہقی کے اسلوب کا بہت بڑا فائدہ ہے جس سے السنن الکبری مزین ہے (۱۵)۔

۹۔ امام شافعیؒ کے مقلد ہونے کے باوجود بیہقیؒ اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں۔بعض اوقات کسی مسئلہ میں وہ امام شافعیؒ کے مذہب کے خلاف ایک بات، جوانہیں اچھی لگتی ہے، کو ترجیح دیتے ہیں۔ بسا اوقات وہ امام شافعیؒ کے ایسے قول کو ترجیح دے دیتے ہیں جو ان کے مشہور اقوال کے خلاف ہوتا ہے، جیسا کہ انہوں نے التکرار فی مسح الرأس (۱۶) کے مسئلہ میں کیا ہے۔ اوراسی طرح الوضوء من لحوم لا بل (۱۷) اور '' الصوم عن المیت '' (۱۸) کے مسئلہ میں کیا۔

۱۰۔ امام بیہقی نے اپنی سنن کو دیگر سنن کی طرح فقہی کتب کے اسلوب پر مرتب کیا ہے اور ابواب کے تحت بعض اوقات ایسی احادیث کو ذکر کیا ہے جن کا بظاہر ان فقہی ابواب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن وہ ان کے درمیان ایسے لطیف انداز سے ربط و مناسبت بیان کرتے ہیں جس سے ان میں ایک مناسب تعلق ظاہر ہوتا ہوا نظر آتا ہے، مثلاً: أحاديث البر و الصلة کو ابواب الحضانة، استئذان کی احادیث کو کتاب الحدود میں، بہت ساری فضائل کی احادیث کو کتاب قسم الفیء میں اورأمر بالمعروف و النهى عن المنكر کی احادیث کو کتاب أدب القاضى میں بیان کرتے ہیں (۱۹)۔

۱۱۔ وہ السنن الکبری کی کتب وابواب کے درمیان ایسا لطیف و دقیق ربط پیدا کر دیتے ہیں جس سے ایسا لگنے لگتا ہے کہ ان کی کتاب ایسی زنجیر کی طرح ہے جس کی کڑیاں ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ کتاب کی فہرست دیکھنے سے اس کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے (۲۰)۔

۱۲۔ کتب وابواب میں مناسبت کے ساتھ ساتھ امام بیہقی احادیث کے درمیان بھی ربط بیان کرتے ہیں اور اکثر بار وہ پچھلے باب کے آخیر میں ایسی حدیث ذکر کرتے ہیں جس کا واضح ربط آنے والے باب کے ترجمہ (عنوان) کے ساتھ نظر آتا ہے (۲۱)، مثلاً:

الف۔ باب قتل الرجل بالمرأة کے آخر میں " حديث اليهودى الذى قتل صبية مسلمة فقتل بها ". اس حدیث کے بعد آنے والے باب کا عنوان ہے: " باب فيمن لا قصاص بينه با ختلاف الدينين " (۲۲)

ب۔ کتاب الایمان کے "باب اسماء الله عزوجل" کی آخری حدیث میں امام شافعیؒ کا یہ قول ذکر کرتے ہیں:

"من خلف باسم من اسماء الله فحنث فعليه الكفارة ، لأن اسم الله غير مخلوق ومن حلف بالكعبة أو الصفا او المروة فليس عليه الكفارة لأ نه مخلوق وذاك غير مخلوق".

''جو اللہ کے ناموں میں سے کسی نام کی قسم کھائے اور پھر وہ پورا نہ کرے تو اس پر کفارہ واجب ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام غیر مخلوق ہے۔ جو کعبہ یا صفا اور مروہ کی قسم کھائے گا اس پر کوئی کفارہ نہیں کیونکہ یہ مخلوق ہیں اور وہ غیر مخلوق ہے''۔

اس حدیث کے بعد امام بیہقی ''**باب کراھیة الحلف بغیر اللہ عز و جل**'' (۲۳) کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۳۔ راویان حدیث پر نقد کرنا

امام بیہقی کے اسلوب کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اپنی سنن میں راویان حدیث پر جرح وتعدیل کے طور پر نقد کرتے ہیں۔ اس میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ وہ عدالت وضبط کے لحاظ سے راویوں کے مراتب کا تعین کرتے ہیں اور ہر ایک مرتبہ کے لیے الگ الگ الفاظ وعبارت استعمال کرتے ہیں۔ جن سے راوی کے رتبہ اور حدیث کے درجہ کا پتہ چل جاتا ہے۔ راویوں کے مراتب درج ذیل ہیں (۲۴):

پہلا مرتبہ: عادلین کا ہے۔ عادلین دو طرح کے ہیں: ایک ثقات اور دوسرے وہ جن میں ضعف کی کمی وزیادتی کے لحاظ سے ان کی راویات کو قبولیت حاصل ہو جاتی ہے:

الف۔ **ثقات:** ثقات میں پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم اور پھر تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد والے طبقوں کے راوی شامل ہیں۔ جہاں تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعلق ہے تو وہ سب کے سب ثقہ ہیں (۲۵)۔ لیکن امام بیہقی ان میں مراتب وفضیلت کے لحاظ سے فرق کرتے ہیں، مثلاً: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کو دیگر صحابہ رضی الہ عنہم کی مرویات سے مقدم کرتے ہیں اور تقدیم کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں:

''**ابو ھریرة أحفظ مَن روی الحدیث فی دھرہ. فرِوَایَتُه أولی**''(۲۶).

(راویان حدیث میں سے ابو ہریرہؓ اپنے وقت کے سب سے زیادہ حافظ ہیں۔ اس لیے ان کی روایت کو دوسروں کے مقابلہ میں فوقیت حاصل ہے''۔

اور جہاں تک تابعین اور ان کے بعد کے طبقات کے راویوں کا تعلق ہے تو ان کے درجات کے تفاوت کو ظاہر کرنے کے لیے امام بیہقیؒ ان الفاظ اور عبارات کو استعمال کرتے ہیں: حجۃٌ ثقہ (۲۷)، ثقة ثبت (۲۸)، عالم ثقة (۲۹)، ثقة مامون (۳۰)، صدوق ثقة (۳۱)، حجة (۳۲)، ثقة (۳۳)، مشهور (۳۴)، معروف (۳۵).

ب۔ وہ رواۃ جو ضعیف ہیں مگر ان کے ضعف میں فرق کے مطابق ان کی روایات کو قبول کیا جاتا ہے، تو ایسوں کے لیے امام بیہقیؒ اس طرح کی عبارتیں استعمال کرتے ہیں:

ليس به بأس (۳۶)، أو لابأس به (۳۷)، صدوق ألا أنه ربما يَهِمُ فى الشىء (۳۸).

دوسرا مرتبہ: ان راویوں کا ہے جو بہت ضعیف اور ان کی احادیث نظر و اعتبار کے طور پر لکھی جاتی ہیں۔ جن احادیث میں وہ منفرد ہوں ان سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ امام بیہقیؒ ایسے راویوں کے لیے یہ عبارتیں استعمال کرتے ہیں:

من لا يفرح بما تفرد به (۳۹)، من ليس بالقوى (۴۰)، غير قوى (۴۱)، من كان غير حافظ (۴۲)، من تكلموا فيه (۴۳)، من فيه نظر (۴۴)، ضعيف (۴۵)، مطعون فيه (۴۶)، من لا يُحتجّ به (۴۷)، ضعيف جداً (۴۸)، ضعيف الذى لا يحتج به (۴۹)، مجهول (۵۰).

تیسرا مرتبہ: اس مرتبہ میں وہ راوی ہیں جن کی احادیث کو رد کر دیا جاتا ہے اور انہیں لکھا نہیں جاتا۔ ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک اس طرح کے راویوں کو "متروكون" کہا جاتا ہے، یا یہ ان لوگوں میں سے ہوتے ہیں جو جان بوجھ کر یا غفلت کے طور پر جھوٹ بولنے میں معروف ہوتے ہیں۔ ان کے لیے امام بیہقیؒ سنن کبری میں یہ عبارتیں استعمال کرتے ہیں:

منكر الحديث (۵۱)، منكر الحديث الذى لا يتابع فى حديثه (۵۲)، متروك الحديث (۵۳)، كذاب متروك (۵۴)، من يضع الحديث (۵۵)، معروف

یو ضع الحدیث (۵۶).

راویانِ حدیث پر نقد کے لیے اس طرح کی عبارتوں اور الفاظ سے السنن الکبری بھری پڑی ہے۔ اس سے ایک جانب سے امام بیہقیؒ کے علمی مقام و مرتبے کا پتہ چل جاتا ہے اور دوسری جانب سے السنن الکبری کی مصادرِ حدیث میں قدر و قیمت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

۱۳۔ نقدِ حدیث کے لیے امام بیہقی کی خاص احادیث

امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں نقدِ حدیث کے لیے بعض ایسی اصطلاحات کو استعمال کیا ہے جن کو کسی اور محدث نے استعمال نہیں کیا ہے۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

الف۔ ''لم یحتج به الشیخان البخاری و مسلم'' (۵۷)۔ اس عبارت کو امام بیہقی کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ محدث بھی ہیں اور فقیہ بھی (۵۶۸)۔

ب۔ ''لیس بالمعروف جداً'' (۵۹)۔ امام بیہقی کے نزدیک یہ عبارت نقد کے لیے ہے جو لفظ ''مَستُورً'' کے مساوی ہے، مجہول کے مساوی نہیں ہے کیونکہ وہ مجہول کے لیے لفظ ''مجہول'' ہی کو استعمال کرتے ہے (۶۰)۔

''لیس بالعمروف جداً'' کی عبارت کو امام بیہقی ھانی بن ھانی الھمدانی الکوفی کے لیے استعمال کرتے ہیں جو ائمہ کرام کے نزدیک ''مستور'' ہے (۶۱)۔

ج۔ قولہ: '' اِنّا لا نحفظ عنه الّا ھذا الحدیث '' (۶۲)۔ اس عبارت کا اطلاق اس مجہول راوی پر ہوتا ہے جو ''مستور'' سے کم درجے کا ہوتا ہے اور ''مجہول'' سے اوپر کے درجے کا ہوتا ہے، جیسے کہ یہ حکم امام بیہقی اسود بن ثعلبة پر لگاتے ہیں (۶۳)۔

د۔ قوله: لم یثبت من معرفته مایوجب قبول راویته'' (۶۴)۔ امام بیہقی اس عبارت کو اس راوی کے لیے استعمال کرتے ہیں جس پر ''جہالت'' کا حکم لگتا ہو۔ بعض اوقات وہ اس عبارت کو اپنے اس کلام میں ذکر کرتے ہیں جس کلام سے وہ کسی راوی پر ''مجہول'' ہونے کا حکم لگاتے ہیں، مثلاً: جس راوی کی حدیث ترغیب و ترہیب میں معتبر ہو اور اُحکام میں معتبر نہ ہو اس کے متعلق

فرماتے ہیں:" أ و یکون مجھولاً لم یثبت من عدالته، و شرائط قبول خبره مایوجب القبول" (٦٥)۔(یاوہ راوی مجہول ہوگا اور اس کی عدالت ثابت نہیں ہوگی۔اس کی حدیث کی قبولیت کے لیے شرط یہ ہے کہ اس میں وہ وصف موجود ہو جس کی بنیاد پر وہ حدیث مقبول ہو جائے'۔

ر۔ قوله: " فیه نَظَرٌ" (٦٦)۔ امام بیہقی اس عبارت کو اس راوی کے لیے استعمال کرتے ہیں جس کی روایات میں منکر نوعیت کی احادیث موجود ہوں۔ان کے نزدیک یہ عبارت ایسے نقد کے لیے ہے جس کی وجہ سے راوی بالکل متروک نہیں ہو جاتا جیسا کہ: جسرة بنت دجاجة العامرية کے بارے میں فرماتے ہیں:"فیھا نَظَرٌ" (٦٧) حالانکہ وہ مقبول راویوں میں شمار ہوتی ہیں (٦٨)۔

۱۴۔ ادائے حدیث کا اسلوب کرنا

امام بیہقی اپنی سنن کبری میں احادیث کو اداء (بیان، روایت) کرنے کے لیے درج ذیل الفاظ (صیغے، لفظی اسالیب) استعمال کرتے ہیں:

سماع کی حالت میں " حدثنا " اور " أخبرنا " استعمال کرتے ہیں۔اگر کسی کتاب میں سے کچھ احادیث سماع کے اسلوب پر اخذ کریں اور باقی ماندہ حصہ سماع کے علاوہ تحمل حدیث کے کسی اور اسلوب پر حاصل کریں تو اس سے آگاہ کر دیتے ہیں اور دونوں صیغوں میں فرق بھی کر دیتے ہیں۔وہ اس طرح کہ سماع کے لیے " حدثنا " کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ دوسرے اسالیب کے لیے یوں کہتے ہیں:" اجازة" (٦٩)۔اسلوب مکاتبہ میں یوں کہتے ہیں:" أنبأني أبو نصر بن قتادة ، وكتبه لي بخطه" (٧٠) اور وجادہ کے اسلوب پر حاصل ہونے والی احادیث کو روایت کرتے وقت یوں کہتے ہیں" ورأيت في (كتاب العلل) لأبي عيسى الترمذي " (٧١)۔بسا اوقات وہ وجادہ کے اسلوب کے لیے" بلغني " (٧٢) کا صیغہ بھی استعمال کرتے ہیں۔

۱۵۔ امام بیہقی کا ایک اسلوب یہ ہے کہ وہ اپنے سے ماقبل مصادر حدیث سے مواد اخذ کرتے ہیں اور حوالوں کے ذریعہ ان کی نشاندھی کر دیتے ہیں۔اس سے معلوم ہو جاتا ہے فلاں حدیث کن کن مصادر حدیث میں موجود ہے۔

ڈاکٹر نجم عبدالرحمٰن خلف کی تحقیق کے مطابق سنن کبری میں امام بیہقی نے جن جن مصادر پر اعتماد کیا اور حوالوں سے ان کی نشاندہی کی ان کی تعداد ۱۶۹(ایک اسوانہتر) ہے (۷۳)۔ذیل میں اس سلسلہ کی چند ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

حدیث روایت کرنے کے بعد امام بیہقی یوں لکھتے ہیں:

"رواہ البخاری فی الصحیح أخرجه ملسم..... (۷۴)، رواہ مسلم فی الصحیح.... (۷۵)، رواہ محمد بن اسحاق بن خزیمة فی صحیحه (۷۶)، وأخرجه أبو داؤد فی السنن (۷۷)، رواہ ابو عیسی الترمذی (۷۸)، أخرجه ابو عبد الرحمن النسائی فی کتاب السنن"........(۷۹)۔

کتب صحاح اور سنن کے علاوہ مسانید، مصنفات، معاجم، کتب فقہ و اصول فقہ، کتب انساب، کتب الجرح والتعدیل اور کتب الرقاق وغیرہ کے حوالے السنن الکبری میں بکثرت ملتے ہیں۔ اس سے امام بیہقی کی علمی وسعت عیاں ہوتی ہے۔

کتب صحاح میں سے صحیحین کے حوالے امام بیہقی نے بکثرت دیئے ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ سنن کبری المستخرج علی الصحیحین ہے۔مگر الفاظ، معانی اور متون وغیرہ میں مطابقت نہیں کرتے کیونکہ انہوں نے اپنی روایت میں ان الفاظ و اسناد کا ذکر کیا ہے، جو ان کے اپنے شیوخ سے ملے ہیں۔اس لیے ان کے اور صحیحین کے الفاظ و معانی میں تھوڑا بہت فرق ہوتا ہے اس کی انہوں نے تصریح بھی کر دی ہے۔چنانچہ علامہ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

"وهكذا ما أخرجه المؤلفون فی تصانیفهم المستقلة کا لسنن الکبری للبیهقی و شرح السنة لأبی محمد البغوی...قد قال أخرجه البخار؛

اللفظ"(۸۰)۔

(اسی طرح جن مصنفین نے جیسے امام بیہقی اور امام بغوی (م ۵۱۶ھ) (۸۱) نے اپنی مستقل تصنیفات سنن کبری وشرح السنۃ وغیرہ میں جو کہا ہے کہ "اس حدیث کی امام بخاری ومسلم نے تخریج کی ہے" تو اس سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ اس کی اصل شیخین کے یہاں موجود ہے ورنہ دونوں کے درمیان لفظ اور بعض اوقات معنی میں بھی فرق وتفاوت کا احتمال رہتا ہے۔ ایسی حالت میں تم اس طرح کی کتب سے کوئی حدیث نقل کر کے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بعینہ اس شکل میں بخاری یا مسلم کی کتابوں میں بھی موجود ہے، جب تک تم دونوں کے الفاظ کا مقابلہ نہ کرلو، یا یہ کہ خود تخریج کرنے والا اس کے متعلق یہ واضح کردے کہ اس کی ان ہی لفظوں کے ساتھ امام بخاری نے تخریج کی ہے)۔

مختصر یہ کہ امام بیہقیؒ تألیف کتب میں اپنے اسلوب کو یوں بیان کرتے ہیں:

"اصول وفروع میں تألیف کردہ کتب میں میں نے ان احادیث پر اعتماد کیا ہے جو صحیح ہیں یا میں نے صحیح اور غیر صحیح احادیث میں فرق کردیا ہے تاکہ اہل سنت وجماعت میں سے اعتماد کرنے والا آدمی بصیرت کے ساتھ ان پر اعتماد کرے۔ اور وہ اہل بدعت جن کے دلوں میں کجی ہے وہ ان احادیث سے، جن پر اہل سنت وجماعت کے علماء نے اعتماد کیا ہے، کوئی استدلال نہ کر پائیں" (۸۲)۔

حوالہ جات

۱۔ تفصیلی حالات زندگی کے لیے دیکھئے: الأنساب (سمعانی)، ۲/۳۸، البدایة و النهایة: ۱۲/۹۴، تذکرة الحفاظ، ۳/۲۱۹ (۱۰۱۴)، العبر، ۳/۲۴۲، شذرات الذهب، ۳/۳۰۴، وفیات الأعیان، ۱/۵۷، طبقات الشافعیة (سبکی)، ۴/۸، المنتظم، ۸/۲۴۲، سیر أعلام النبلاء، ۱۶۴ء السنن الکبری، تحقیق: محمد عبد القادر عطا، ۱/۹۔

۲۔ دیکھئے: طبقات الشافعیة (سبکی)، ۳/۱۳، معرفة السنن و الآثار، ۸، ۹۔

۳۔ ان کتب میں سے ہر ایک کے متعلق یہ جاننے کے لیے کہ کیا وہ طبع ہو چکی ہے یا مخطوط صورت میں ہے اور کسی لائبریری میں موجود ہے یا مفقود ہو چکی ہے، دیکھئے: شُعَبُ الایمان مقدمہ، ۱/۱۴ تا ۱۸۔

۴۔ حجة الله البالغة (عربی، اردو)، ۱/۳۲۸۔

۵۔ طبقات الشافیعة، ۳/۴، السنن الکبری، ۴۶۷۔

۶۔ تذکرۃ المحدثین (اصلاحی)، ۳۲۹۔

۷۔ معرفة السنن و الآثار (تقدمة المحقق)، ۱/۳۸۔

۸۔ تدوین السنة النبویة، ۱۹۸۔

۹۔ السنن الکبری، ۱۰/۳۵۱۔

۱۰۔ ایضاً، ۱۰/۳۵۲۔

۱۱۔ ایضاً۔

۱۲۔ ایضاً۔

۱۳۔ ایضاً، ۱۰/۳۵۳۔

۱۴۔ ایضاً، ۱۰/۳۵۳

۱۵۔ ایضاً، نیز دیکھئے، ۳/ ۴۱۵۔

۱۶۔ السنن الکبری، ۱/ ۶۲

۱۷۔ ایضاً، ۱/ ۱۵۸

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ السنن الکبری، ۱۰/ ۳۵۳

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ السنن الکبری، ۸/ ۲۸

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ تفصیلات کے لیئے دیکھئے۔ :معجم الجرح و التعدیل لرجال السنن الکبری، ۲۰۳ و مابعدھا.

۲۵۔ " واصحاب النبی ﷺ کلھم ثقات" (السنن الکبری، ۴/ ۲۴۹).

۲۶۔ ایضاً، ۱/ ۲۴۲

۲۷۔ ایضاً، ۴/ ۲۴

۲۸۔ ایضاً، ۱۰/ ۱۶۷، ۶/ ۲۱۰

۲۹۔ ایضاً، ۷/ ۱۹۶

۳۰۔ ایضاً، ۵/ ۲۳۹

۳۱۔ ایضاً، ۲/ ۲۰۱

۳۲۔ ایضاً، ۶/ ۱۷۹

۳۳۔ ایضاً، ۱/ ۴۶، ۱۳۲، ۲/ ۲۸، ۱۳۷، ۱۷۴

۳۴۔ ایضاً، ۱/ ۲۰، ۲۰۷

۳۵۔ ایضاً، ۴/۱۴۰

۳۶۔ ایضاً، ۱/۱۳۳، ۲۰۷

۳۷۔ ایضاً، ۳/۳۲

۳۸۔ ایضاً، ۵/۱۲

۳۹۔ ایضاً، ۲/۳۵۵

۴۰۔ ایضاً، ۱/۳۰۲، ۳۹۲، ۲/۲۹، ۱۳۲

۴۱۔ ایضاً، ۱/۳۰۳، ۳۹۲، ۲/۲۹، ۱۳۲

۴۲۔ ایضاً، ۴/۱۲

۴۳۔ ایضاً، ۱/۱۷۵، ۷/۲۶۱

۴۴۔ ایضاً، ۱/۱۰۲، ۳۱۸

۴۵۔ ایضاً، ۱/۱۰، ۶۶، ۱۲۰، ۲/۳۵، ۱۶۰، ۲۱۳، ۲۲۹، ۲۵۶

۴۶۔ ایضاً، ۸/۲۳

۴۷۔ ایضاً، ۱/۲۶۳، ۲۶۶، ۳۰۲

۴۸۔ ایضاً، ۶/۱۳۸، ۷/۲۵، ۹/۲۲۲

۴۹۔ ایضاً، ۱/۲۰۷، ۲۵۸، ۲/۳۹۷، ۳/۱۶۹، ۴/۱۰۴، ۵/۳۰۵، ۱۰/۳۱۲

۵۰۔ ایضاً، ۱/۲۷۹، ۳۶۲، ۲/۴۰۵، ۴/۲۷۸، ۵/۱۸۰، ۷/۳۷۱، ۸/۷۵، ۳۰۵، ۱۰/۱۱، ۱۲، ۲۰

۵۱۔ ایضاً، ۱/۴۰، ۴۰۵، ۴۲۸، ۲/۱۴۳، ۲۱۹، ۳/۲۳۶

۵۲۔ ایضاً، ۳/۱۷۱

۵۳۔ ایضاً، ۱/۱۸۵، ۲۴۰، ۲۵۲، ۲/۳۱، ۴۰: ۷/۲۲۸

۵۴۔ ایضاً، ۱/۱۱۱

۵۵۔ ایضاً، ۱/۴۰

۵۶۔ السنن الکبری، ۷/۲۲۸۔

۵۷۔ ایضاً،۱/۱۹۰،۲۰۴،۲۵

۵۸۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: معجم الجرح و التعدیل، ص۲۲۳۔۲۲۵

۵۹۔ السنن الکبری، ۱/۴۴،۱۰/۲۲۶

۶۰۔ معجم الجرح و التعدیل، ص۲۲۵

۶۱۔ تهذیب التهذیب، ۱۱/۲۲،۳۲،تقریب التهذیب،۲/۳۱۵

۶۲۔ السنن الکبری،۶/۱۲۵

۶۳۔ ایضاً،۶/۱۲۵

۶۴۔ ایضاً،۷/۳۴۹

۶۵۔ دلائل النبوة، ۱/۴۶

۶۶۔ السنن الکبری،۱/۱۰۲،۳۱۸،۳۵۶؛۲/۲۴۷،۱۰/۱۵۱

۶۷۔ ایضاً،۶/۹۶

۶۸۔ تهذیب التهذیب، ۱۲/۴۰۶

۶۹۔ السنن الکبری، ۱۰/۱۲،۴۰،۱۹۶

۷۰۔ ایضاً،۱۰/۱۶۷

۷۱۔ ایضاً،۵/۳۲۴/۳۲۵

۷۲۔ ایضاً،۱/۸۹،۱۳۰،۱۵۸

۷۳۔ موارد الامام البیهقی فی کتابه السنن الکبری، ص ۹

۷۴۔ السنن الکبری،۱/۳۰:۴/۲۲۳:۷/۱۷۱

۷۵۔ ایضاً،۲/۱۹۷،۲۹۴،۴۱۳،۴/۲۳۳،۳۰۸،

۵/۱۹۸،۲۷۸،۳۵۷،۶/۱۷۲،۷/۶۱،۲۱۰،۹/۳۰۹

۷۶۔ ایضاً،۱/۸۱،۳۴۰،۳/۳۷،۵/۲۸۹،۸/۷۵،۹/۲۸۵،۱۰/۱۳۷

۷۷۔ ایضاً،۱/۳،۴،۷،۶۱،۳/۲۴۹

۷۸۔ ایضاً،۱/۱۶۱،۲/۳۸۰،۴/۵،۹/۲۵۶

۷۹۔ ایضاً،۱/۶۳،۳۷۳،۵/۳۲۴،۶/۳۷۰

۸۰۔ مقدمة ابن الصلاح،۱۲،طوالت کے خوف سے پوری عربی عبارت نقل نہیں کی گئی ہے

۸۱۔ امام بغوی کی کنیت أبومحمد، نام حسین بن مسعود محمد بن فراء اور لقب محی السنۃ ہے۔ یہ بستی بلغ کے رہنے والے جلیل القدر اور نامی گرامی حافظ حدیث ہیں، معالم التنزیل، شرح، السنۃ، التھذیب اور المصابیح وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں (العبر: ۴/۳۷، تذکرہ الحفاظ: ۴/۳۷ (۱۰۶۲)، النجوم الزاهرة، ۵/۲۲۴)

۸۲۔ دلائل النبوة،۱/۸۸

مصادر مراجع

۱۔ **الأ نساب**، الامام ابو سعد عبد الکریم بن محمد ابن منصور التمیمی السمعانی (م۵۶۲ھ)، تقدیم و تعلیق، عبد اللہ عمر البارودی ، دار الفکر، بیروت، الطبعۃ الأولی: ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸م۔

۲۔ **البدایۃ والنہایۃ**، حافظ عماد الدین أبو الفداء اسماعیل بن عمر المعروف بابن کثیر (م۷۷۴ھ)،مکتبۃالمعارف بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۷۸م۔

۳۔ **تدوین النسۃ النبویۃ**، الدکتور محمد بن مطر الزّ ھرانی، دار الخُضَیری، الطبعۃ الثانیۃ: ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸م۔

۴۔ **تذکرۃ الحفاظ**، الامام شمس الدین محمد بن أ حمد بن عثمان الذھبی (م ۷۴۸)،دار الکتب العلمیۃ بیروت. لبنان، الطبعۃ الأ ولی: ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸م۔

۵۔ **تقریب التھذیب**، ابو الفضل الحافظ محمد بن حجر العسقلانیؒ (م۷۵۲ھ)، دار الرشید حلب، ۱۴۰۶ھ۔

۶۔ **تھذیب التھذیب** ، ابوالفضل الحافظ محمد بن حجر العسقلانیؒ (۸۵۲ھ)، دائرۃ المعارف النظامیۃ،حیدر آباد ، دکن،۱۳۲۵ھ۔

۷۔ **حجۃ اللہ البالغۃ**، شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ (م۱۱۸۶ھ)،المکتبۃ السلفیۃ، لاھور، س--ن.

۸۔ **دلائل النبوۃ**، الامام أ حمد بن الحسین البیھقی (م۴۵۸ھ)، تحقیق : الدکتور عبد المعطی قلعجی، دار الکتب العمیۃ ، بیروت، الطبعۃ الأ ولی: ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵م۔

۹۔ **السنن الكبرى**، الامام أ بو بكر أ حمد بن الحسين بن على البيهقى (م۴۵۸ھ) تحقيق : محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العمية بيروت-- لبنان، الطبعة الأ ولى، ۱۴۱۴ھ-۱۹۹۴م۔

۱۰۔ **سير أ علام النبلاء** ، الحافظ أ بو عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبیؒ (م۷۴۸ھ)،مؤ سسة الرسالة، الطبعة الثانية:۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲م۔

۱۱۔ **شذرات الذهب فى أخبار من ذهب**، أ بو الفلاح عبد الحى ابن العماد الحنبلى (م۱۰۸۹ھ)، دار الأفاق الجديد ة، بيروت، س.ن.

۱۲۔ **شعب الايمان**، الامام أبو بكر أ احمد بن الحسين البيهقى (م۴۵۷ھ)،تحقيق: أبى هاجر محمد السَّعيد بن بَسيُو زُغلول، دار الكتب العمية بيروت --لبنان، الطبعة الأ ولى: ۱۴۱۰ھ-۱۹۹۰م۔

۱۳۔ **طبقات الشافية الكبرى**، العلامة تاج الدين أبو نصر عبد الوهاب بن تقى الدين على بن عبد الكافى السبكیؒ (م۷۷۱ھ)،دار لمعرفة، بيروت.

۱۴۔ **العَبَر فِى خَبَرِ من عَبَرَ**، الامام محمد بن أ حمد بن عثمان الذهبى (م۷۴۸ھ)، دار الفكر بيروت-لبنان، الطبعة الأ ولى: ۱۴۰۹ھ-۱۹۸۹م۔

۱۵۔ **معجم الجرح و التعديل لرجال السنن الكبرى**، الدكتور نجم عبد الرحمن خلف، دار الرَّ ية، الرياض ، الطبعة الاُ ولى : ۱۴۰۹ھ-۱۹۸۹م۔

۱۶۔ **معرفة السنن والأثار**، الامام أبو بكر أ حمد بن الحسين البيهقى (م۴۵۸)، تحقيق: الدكتور عبد المعطى أ مين قلعجى دار الوعى حَلَب - القاهرة، الطبعة الأ ولى: ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۱م۔

۱۷۔ **مقدمة ابن الصلاح، فی علوم الحدیث**، الامام الحافظ أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوریؒ (م۵۹۷ھ)،مطبعة دائرة المعارف العثمانية حیدر آباد، الطبعة الأولی: ۱۳۵۷ھ۔

۱۸۔ **المنتظم فی تاریخ الملوک والأم**، الامام أبی الفرج عبد الرحمن بن علی ابن محمد بن علی ابن الجوزی (م۵۹۷ھ)،مطبعة دائرة المعارف العثمانية حیدر آباد، الطبعة الأولی: ۱۳۵۷ھ۔

۱۹۔ **النجوم الزاهرة فی ملوک مصر و القاهرة**، ابن تغری بردی، قدم له وعلق علیه محمد حسین شمس الدین، دار الکتب العمیة بیروت - لبنان، الطبعة الأولی: ۱۴۱۳ھ۔

۲۰۔ **وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان**، القاضی شمس الدین أبو العباس أحمد بن محمد المعروف بابن خلّکانؒ (۶۸۱ھ)،دار الصادر، بیروت-لبنان، س-ن.

بسم الله الرحمٰن الرحيم

و عباد الرحمن الذين يمشون على الارض هوناوا ذا
خاطبهم الجهلون قالوا سلٰماo والذين يبيتون لربهم
سجدا و قياما oوالذين يقولون ربنا اصرف عنا
عذاب جهنم ان عذابها كان غراما o أنها سآء ت
مستقرا و مقاما oو الذين اذا انفقوا لم يسرفوا ولم
يقتروا و كان بين ذلك قواماo